ڈاکٹر یوسف القرضاوی

زکوٰۃ

ایمان کی کسوٹی اور اخلاص وصداقت کی نشانی

زکوٰۃ کی اہمیت:

قرآن پاک میں بارہانماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوٰۃ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار فرمایا ہے۔ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (بنی الإسلام علی خمس: شھادۃ ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ، واقام الصلوۃ، وایتاء الزکوۃ وصوم رمضان، وحج البیت لمن استطاع الیہ سبیلا) (متفق علیہ) ترجمہ: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، کلمہ طیبہ کا اقرار، نمازوں کی پابندی، زکوۃ کی ادائیگی، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

قرآن پاک اس کی تعلیم دیتا ہے کہ شرک سے بچتے ہوئے نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا اسلامی برادری میں شرکت کی نشانی اور مسلمانون کی سب سے بڑی پہچان ہے، چنانچہ لڑنے والے مشرکین کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿فان تابوا و اقامواالصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا اسبیلھم ان اللہ غفور رحیم﴾ (توبہ:۵) ترجمہ: ''اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز اور زکوۃ کو پابندی سے ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، اب وہ تمہارے بھائی ہوئے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ ﴿واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین ......﴾ ترجمہ: ''اور زکوۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں.... ﴾ (توبہ:۱۱) معلوم ہوا کہ زکوۃ عبادت ہے جس کی ادائیگی کے بغیر نہ کوئی مسلمان بن سکتا ہے اور نہ اس عظیم تر اسلامی برادری میں شامل ہوسکتا ہے۔ جہاں ہر چھوٹے بڑے کو یہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جو دوسروں کو حاصل ہوتے ہیں، جہاں خود ان سے بھی انہیں تمام حقوق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کا مطالبہ اوروں

سے کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک نے نماز اور زکوۃ کا اسی لئے بارہا یکجا ذکر کیا ہے کہ دونوں کا باہمی تعلق نمایاں ہو اور ہر کوئی یہ جان لے کہ اسلام کی تکمیل دونوں کی یکجا ادائیگی میں مضمر ہے۔ چنانچہ جس طرح نماز دین کا ستون ہے، اس کی پابندی کرنے والا دین کی بنیادیں استوار کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا دین کو ڈھانے والا متصور ہوتا ہے، بالکل اسی طرح یہ بھی بتا دینا مقصود ہے کہ زکوۃ اسلام کا پل ہے جو جہنم کے دونوں سروں پر بچھا ہوا ہے جو اس پر سے صحیح سالم گزر راوہ ہلاکت سے محفوظ ہوگا لیکن جو غلط راستہ اپنائے گا جہنم اسے نگل لے گی۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں: ''تمہیں نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم ہے، لہذا ان کی پابندی کرو، اس لئے کہ جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز نہ ہوگی۔'' (تفسیر طبری ص ۱۵۴)

حضرت جابرؓ حضرت زیدؓ سے نقل کرتے تھے کہ نماز اور زکوۃ یکساں فرض ہے، ارشاد ہے: ﴿ **فان تابوا و اقاموا الصلوة واتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین** ﴾ (توبہ:۱۱) ترجمہ: ''اگر انہوں نے توبہ کی، نمازوں کی پابندی کی، اور زکوۃ ادا کی تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

زکوۃ کی ادائیگی کے بغیر محض نمازیں ادا کرنے کو باری تعالیٰ بھی قبول نہیں کرتا، نیز کہتے تھے ابوبکرؓ پر خدا رحم کرے وہ دین کے اسرار سے کس درجہ واقف تھے، جب کہ انہوں نے کہا تھا: **واللہ لا قاتدن من فرق بین الصلوة والزکوة** جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔

قرآن کریم کی نظر میں زکوۃ دینا مسلمانوں کی امتیازی شان اور حق پرستوں اور نیکوکاروں کا خاص شعار ہے، جبکہ زکوۃ نہ دینا مشرکوں اور منافقوں کا شیوہ ہے۔ زکوۃ ایمان کی کسوٹی اور اخلاق وصداقت کی نشانی ہے، چنانچہ صحیح روایت میں ہے کہ: ''صدقہ روشن دلیل ہے'' کفر اور اسلام، نفاق اور ایمان اور بدکاری اور پرہیزگاری کے درمیان فیصلہ کن چیز ہے، زکوۃ نہ دینے والا اسلام سے خارج اور کامیابی او رجنت الفردوس کی ضمانت سے محروم ہوتا ہے۔ ﴿ **قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خشعون والذین هم عن اللغو معرضون، والذین هم للزکوة فعلون** ﴾ (مومنون:۴) ترجمہ: ''مومن کامیاب ہوئے، جو ڈر اور خوف کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، لایعنی اور نکمی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے اور زکوۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔

﴿ **هدی و بشری للمؤمنین الذین یقیمون الصلوة ویوتؤن الزکوة** ﴾

(نمل:۲-۳) ترجمہ: ''ایمان والوں کیلئے موجب ہدایت وخوشخبری ہے جونماز کی پابندی کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اورآخرت پر پورایقین رکھتے ہیں۔''

زکوۃ نہ دینے والا کتاب اللہ کی ہدایت سے دوراور نیکوکاروں کے زمرے سے خارج ہوجاتا ہے:
﴿هدی ورحمة للمحسنين الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة و هم بالأخرة يومنون﴾ (لقمان:۳-۴) ترجمہ:''نیک کام کرنے والوں کیلئے ہدایت اوررحمت ہیں، جونماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اورآخرت پریقین رکھتے ہیں۔''

زکوۃ دیئے بغیرآدمی کا شمار متقی پرہیزگاراور پاکباز بندوں میں نہیں ہوتا۔﴿ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر والملئكة و الكتب والنبيين واتى المال على حبه ذوى القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل والسئِلين وفى الرقاب واقام الصلوة و اتى الزكوة﴾ (بقرۃ:۷۷) یہ کوئی کمال نہیں کہ تم مشرق کی طرف رخ کرویا مغرب کی طرف، بلکہ کمال یہ ہے کہ خدااورآخرت کے دن پر کامل ایمان رکھے، نبیوں، فرشتوں اور جملہ آسمانی کتابوں پرایمان لائے اوراللہ کی محبت میں اپنی دولت کورشتہ داروں، غریبوں اورتہی دست مسافروں پرخرچ کرے، اسی طرح نمازوں کی پابندی کرے، زکوۃ دے (اورخوب سمجھ لے کہ بس انہیں کاموں سے خدا کے یہاں اس کی عزت ہوگی) اوروہ اس کے مخلص بندوں میں شامل ہوگا۔

زکوۃ نہ دینے والوں اورمشرکوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿ويل للمشركين الذين لايؤتون الزكوة و هم بالاخرة هم كفرون﴾ (فصلت:۶-۷) ترجمہ: ''براہومشرکوں کا، یہ نہ زکوۃ دیتے ہیں، نہ ہی آخرت پریقین رکھتے ہیں۔''

زکوۃ میں لاپرواہی منافقوں کا شیوہ ہے۔ ﴿يقبضون ايديهم﴾ (توبہ:۶۷) اپنے ہاتھوں کو بندرکھتے ہیں۔﴿لاينفقون الا وهم كارهون﴾ (توبہ:۵۴) ترجمہ: ''خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں۔''

درحقیقت یہی لوگ رحمت خداوندی سے کوسوں دوررہتے ہیں۔ ﴿ورحمتى وسعت كل شيئى فسا كتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بايتنا يؤمنون﴾ (الأعراف:۱۵۶) ترجمہ:''یوں تو میری رحمت سب کیلئے عام ہے، لیکن اس کے خصوصی حقداروہ لوگ ہیں

جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔''

زکوۃ میں لاپرواہی کرنے والوں کو خدا، اس کے رسول اور اللہ کے نیک بندے دوست نہیں رکھتے:

﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون﴾ (مائدہ: ۵۵) تمہارے دوست اللہ، اس کے رسول اور ایمان لانے والے، جو نماز اور زکوۃ کی اس طرح پابندی کرتے ہیں کہ ان کے دل خوف خدا سے معمور ہوتے ہیں، اور بس اللہ کیلئے رکوع کرتے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے والے غیبی امداد سے بھی محروم ہوتے ہیں، اس لئے کہ: ﴿ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز، الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور﴾ (حج: ۴۰۔۴۱) ترجمہ: ''خدا کی تائید اور غیبی امداد نہیں حاصل ہوتی ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حکومت اور مرتبہ پانے کے باوجود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے پر عذاب:

قرآن پاک جہاں زکوۃ دینے والوں کیلئے خیر و برکت اور اجر و ثواب کا وعدہ کرتا ہے، وہیں غریبوں کی حق تلفی کرنے اور اپنی تجوریاں بھرنے والوں کیلئے ہولناک اور سخت ترین وعیدوں کا اعلان بھی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون﴾ (توبہ: ۳۴۔۳۵) ترجمہ: ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجیئے، اس روز سونے اور چاندی کو آگ سے تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانی، پہلو اور پشتوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی سونا اور چاندی ہے جسے تم اپنے لئے جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے، اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا۔''

اسی طرح زکوۃ نہ دینے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے بڑی وعید سنائی ہے اور دنیا میں برے انجام اور آخرت میں برے حشر سے خبردار کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس

کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس نے اس کی زکوۃ نہ نکالی، اس کا مال قیامت کے دن ایک سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کی دو زبانیں ہوں گی، وہ اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا، پھر یہ سانپ اس آدمی کو اپنے جبڑوں میں جکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''

دنیا کی سزاؤں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: ''جو قوم زکوۃ دینے سے کتراتی ہے خدا اسے قحط سالی اور بھوک و افلاس میں گرفتار کر دیتا ہے۔'' (طبرانی) دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ''جب بھی لوگ زکوۃ سے غفلت کریں گے، باران رحمت سے خدا انہیں محروم کر دے گا اور اگر یہ بے زبان چوپائے اور مویشی ان کے پاس نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی ان پر نہ گرتا'' (ابن ماجہ) ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ''صدقہ اور زکوۃ کا روپیہ جس مال سے خلط ملط ہو جاتا ہے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے۔'' (بیہقی)

زکوۃ عقل کی روشنی میں

اب تک پیش کی گئی صراحتوں سے زکوۃ کی فرضیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریضہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں نہایت اہم اور ممتاز مقام رکھتا ہے، جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے اور نسل در نسل تمام مسلمان اس کی افادیت، اس کی فرضیت پر متفق ہیں۔

کتاب و سنت اور اجماع امت کی طرح عقل و بصیرت بھی زکوۃ کی فرضیت کو من وعن تسلیم کرتی ہے، چنانچہ بدائع ج ۲ ص ۳ میں ہے:

۱) زکوۃ دینے کی وجہ سے سب سے پہلے دینے والے کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے گناہوں کی آلودگی سے بچ جاتا ہے۔ اس لئے کہ نفس اور لالچ کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے اور لالچ بدترین خصلت ہے، چنانچہ لالچی اور حریص کا دل مرتے مرتے مال میں اٹکا ہوتا ہے اور بالآخر دنیا و آخرت کی رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے، لیکن اس کے بالمقابل اگر کوئی زکوۃ نکالنے کا عادی بن جائے تو اس کا نفس لالچ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے اندر خدا اور بندوں سے تعلق، ان کے حقوق کی ادائیگی اور اونچے اخلاق اور پرہیزگاری جیسی بے بہا خصلتیں پیدا ہوتی ہیں، نیز ارشاد ہے: خذ من اموالہم صدقۃ....

۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ زکوۃ کے ذریعے غریبوں، اپاہجوں، کمزوروں اور ناداروں کی اعانت ہوتی ہے، ناتواں کو توانائی اور بے آسوں کو آس ہوتی ہے اور خدا کی بندگی اور اپنی زندگی کی اصلاح و درستی کی

طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، پھر چونکہ دوسروں کی اصلاح بھی اہم فریضہ ہے اور اس فریضہ کی تکمیل اور تشکیل زکوۃ کے ذریعہ ہوتی ہے، اس لئے زکوۃ خود ایک ایک اہم فرض بن جاتی ہے۔

۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ دولت اور ثروت خداوند کریم کی زبردست نعمت ہے اور عقل کا تقاضہ ہے کہ نعمت کی قدر کی جائے، پس پھر اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور شکریہ ادا کرنے کی سب سے بہتر شکل یہ ہوتی ہے کہ اپنی ضرورت سے جس قدر زائد ہو، اس کو ایسوں پر خرچ کیا جائے، جو بڑی حد تک اس نعمت سے محروم ہیں، یہ اور اس قسم کی متعدد دلیلوں اور وجوہات کا اثر ہے کہ علماء یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ زکوۃ کا منکر کافر اور دائرۂ اسلام سے اس طرح خارج ہو جاتا ہے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ''زکوۃ سے انکار کا سبب اگر جہالت ہو اور انکار کرنے والا جاہل تسلیم کئے جانے کے لائق ہو، مثلاً وہ نو مسلم یا ان پڑھ دیہاتی ہو تو ایسے شخص کو فوراً کافر نہ کہا جائے گا بلکہ مناسب طریقے سے اس کی فہمائش کی جائے گی، لیکن اگر یہ دینی ماحول میں پلا بڑھا ہو تب بھی اسے تین مرتبہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے توبہ کیلئے موقع دیا جائے گا ورنہ آخر تک انکار کرنے کی صورت میں قتل کر دیا جائے گا۔'' (المغنی ج ۲ ص ۵۷۳)

زکوۃ ایک مطالبہ

جیسا کہ عرض کیا گیا اسلامی نقطہ نظر سے مالداروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے، اسی حق کا نام زکوۃ ہے، یہ حق اور اسکی مقدار نا معلوم اور مبہم نہیں، بلکہ لینے والے اور دینے والے ہر دو فریق اسے بخوبی جانتے ہیں اور خود باری تعالیٰ نے اس کو حق قرار دیا ہے اور اس کی مقدار متعین فرمائی ہے، چنانچہ اپنے نیکوکار بندوں کے بارے میں اس کا ارشاد ہے: ﴿وفی اموالهم حق للسائل والمحروم﴾ (ذاریات:۱۹) ترجمہ: ''اور ان کے مال میں مانگنے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہے۔

اس کے کچھ بندے وہ ہوں گے جو اس کی جانب سے جنت میں اکرام کے مستحق ہوں گے، ان کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم﴾ (معارج: ۲۴۔۲۵) ترجمہ: ''اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے، مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔''

اسی اہمیت کا نتیجہ ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک زکوۃ کا حق مال کے اندر متعین ہو جاتا ہے اور اگر مالدار زکوۃ ادا نہ کرے اور سال گزر جائے تو بقدر زکوۃ مال جو دراصل فقیر کا حق تھا، اس شخص کے سرمائے میں شامل مانا جائے گا، اور فقیر بطور حصہ دار اس کا شریک رہے گا، اب ایک مالک کل مال کا لین دین یا اس کا

سودا کرے گا تو یہ سودا اس کا مال میں جاری نہ ہوگا، جو بقدر زکوۃ اس کے مال میں ضم ہے اور اگر فقیر مرجائے گا تو اس کے اہل وعیال اس مال کے وارث ہوں گے، اس لئے زکوۃ کی جس قدر مقدار اس کے مال میں مل چکی تھی، وہ دراصل فقیر کا حق تھا، وہ شخص اس کا مالک نہ ہوگا۔ اسلامی نقطہ نظر سے دولت، ملکیت اور اس کی حیثیت کا علم ہو جانے کے بعد زکوۃ کے حق ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے کہ شرعی طور پر یہ امر مسلم ہے کہ وہ تمام اشیاء جسے انسان اپنی ملکیت سمجھتا ہے، ان سب کی نسبت صرف اسی کی طرف کرنی چاہئے جو ان کا خالق بھی ہے اور مالک حقیقی بھی، جبکہ انسان صرف ایک چیز کا ذمہ دار ہے اور یہ چیز منصب خلافت اور نیابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وانفقوا مما جعلكم مستخلفين فيه﴾ (حدید: ۷) ترجمہ: ''اور جس مال میں اس نے تم کو جانشین بنایا اس میں سے خرچ کرو۔''

یہ اور دوسری آیتیں کھلم کھلا اس بات کا اعلان کرتی ہیں کہ دولت کسی کی جاگیر نہیں بلکہ اس کے اصل مالک نے انسانوں کو اس کا امین ونگران ٹھہرایا ہے، اب یہ انسان کا فرض ہے کہ اس خالق و مالک کے احکام اور اس کے بتلائے ہوئے حقوق کی رعایت کرے اور انہیں ادا کرنے کی فکر کرے۔

زکوۃ ایک قرض:

زکوۃ کے سلسلے میں بیان کی گئی انہی خصوصیات اور افادیت کے پیش نظر شریعت کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ زکوۃ ایک قرض ہے اور کوئی شخص بھی جب تک اپنے ذمہ کی زکوۃ ادا نہ کرے گا، نہ اسے چھٹکارا ملے گا نہ ہی زکوۃ اس سے ساقط ہوگی، خواہ اس طرح ایک طویل عرصہ نہ گزر جائے۔ چنانچہ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں: ''جس نے ایک سال کی یا اس سے زیادہ کی زکوۃ نہ دی خواہ اس لئے کہ اسے ادائیگی کا صحیح علم یا طریقہ معلوم نہ تھا یا اس لئے کہ بیت المال کا کارندہ وصولی کیلئے اس تک نہ پہنچ سکا، یا وہ زکوۃ ہی دبا لینا چاہتا تھا، اسی طرح زکوۃ خواہ نقد روپیوں کی تھی یا پیداوار یا مویشیوں کی، ہر حال میں اس شخص کو چاہئے کہ ہر چیز کا حساب لگا کر ان کی پائی پائی زکوۃ اپنی زندگی میں ادا کرے اور اس کے بعد کہیں دوسرے قرضوں کی فکر کرے، اس لئے کہ زکوۃ خود زبردست قرض کی حیثیت رکھتی ہے۔'' (محلی ج ٦ ص ۸۷)

دوسرے قرضوں کے مقابلے میں زکوۃ کے قرضے کو اس لئے بھی نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے کہ حکومتوں کا مقرر کردہ ٹیکس کسی قانونی موشگافی یا لمبے عرصے تک عدم ادائیگی کے تحت ساقط الاعتبار ہو سکتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں زکوۃ کا قرضہ ان دو میں سے کسی ایک کے ذریعے بھی ختم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ فرد کے

دین وایمان اوراس کے عقیدے کی سلامتی کا زبردست پیمانہ اورنشان قرار پاتا ہے، اس لئے کہ زکوۃ خدا، بندگان خدا، خصوصاً فقیروں کا حق ہے۔

پھرامام مالکؒ وشافعیؒ اورمتعدد ائمہ کا مسلک یہ بھی ہے کہ فرضیت زکوۃ کے بعد موت واقع ہونے کی صورت میں میت کے ترکے سے زکوۃ وصول کی جائے گی، اوراس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿من بعد وصية يوصى بهااو دين﴾ (نساء:۱۲) ترجمہ: ''ترکہ کی تقسیم قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد عمل میں لائی جائے گی۔ (المغنی لابن قدامہ جلد۲ص ۶۸۳)

اورجیسا کہ ابن حزم کے حوالے سے بتایا گیا، زکوۃ بھی ایک قرض ہے جس کا مطالبہ کرنے والا باری تعالیٰ ہے، البتہ فقراء اورمساکین اس کی طرف سے زکوۃ کی رقمیں وصول کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں علامہ ابن حزمؒ نے زکوۃ کے اسی امتیاز کے ثبوت میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے اورعرض کیا: ''اے خدا کے رسولؐ! میری والدہ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ ان کے ذمہ ایک ماہ کے روزے باقی رہ گئے، کیا میں روزے کے اس قرضے کوادا کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اگرتمہاری والدہ مقروض ہوتیں تو کیا تم ان کا قرض ادا نہ کرتے، انہوں نے عرض کیا ضرور کرتا، آپؐ نے فرمایا، پھر خدا کے قرض کی ادائیگی اس سے کہیں زیادہ مقدم ہے۔'' (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ فرض ہو جانے کے بعد لیکن ادا کرنے سے پہلے موت واقع ہونے کی صورت میں ادائیگی ساقط نہ ہوگی بلکہ یہاں اتنا اضافہ کرلیجئے کہ خواہ یہ موت جنگ میں لڑکر شہید ہو جانے کی صورت میں کیوں نہ نصیب ہوئی ہو۔ اس لئے کہ مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں'' (مسلم)

اور یہ صحیح ہے کہ علامہ ابن تیمیہ اور دیگر علماء نے زکوۃ کوان قرضوں میں شمار کیا ہے جوکبھی معاف نہ ہوں گے۔ (منارالسبیل ج۲ص ۲۸۵) درحقیقت زکوۃ اسلام کا ایسا بنیادی رکن ہے جوطویل عرصہ گزرے یا موت واقع ہونے سے بھی ساقط نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے قرضوں کے مقابلے میں اسے انتہائی اہمیت اورامتیاز بھی حاصل ہے۔ چنانچہ ٹیکس کی وصولیابی کا موجودہ طریقہ اس معنی میں اسلام کی پیروی کرتا ہے کہ قرض خواہوں کی قطار لگ جانے کی صورت میں حکومت اپنا قرض پہلے وصول کرتی ہے اور ٹال مٹول کی صورت میں سخت کارروائی کرتی ہے۔